

عالم ربّانی کی رحلت

محمد اعجاز مصطفیٰ

۲۲ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۲ جون ۲۰۱۳ء بروز اتوار بعد نماز مغرب عالم ربّانی، میدانِ تصوف کے شہسوار مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھی کے خلیفہ مجاز اور حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھول پوری کے شاگرد و خلیفہ مجاز، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی اور حضرت مولانا فضل الرحمن سنج مراد آبادی کے فیض یافتہ اور حضرت مولانا شاہ ابرار الحق کے تربیت یافتہ و خلیفہ مجاز، جامعہ اشرف المدارس کراچی کے مؤسس و بانی، ہزاروں مریدین کے شیخ و مصلح، لاکھوں معتقدین و متبعین کے مآویٰ و مرجع حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ تعالیٰ اس دنیا فانی کی ۹۰ بہاریں دیکھنے کے بعد عالم فانی سے منہ موڑ کر عالم عقبیٰ کی طرف رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ، اِنَّا لِلّٰہ مَا اخذ وَلَہُ مَا عَطٰی وَ کُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔

علماء کرام اور اہل قلوب صالحین کے قافلے بڑی تیزی کے ساتھ جانب عقبیٰ رواں دواں ہیں، دنیا کی تاریکی میں بڑی شدت اور تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی کا منظر آنکھوں کے سامنے آ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”یذهب الصالحون الأول فالأول ویبقى حفالة كحفالة الشعیر أو التمر

لایبالیہم اللہ بالة“۔ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ذهاب الصالحین، ج: ۲، ص: ۱۸۰، ط: الطاف ایڈمنسٹر)

ترجمہ: ”نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے چلے جائیں گے اور پیچھے انسانوں کی تلچھٹ رد جائے گی، جیسے جو یا کھجور کی تلچھٹ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کو ان کی کچھ بھی پرواہ نہ ہوگی۔“

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کا وجود سامی سایہ رحمت اور پشمہ فیض تھا، جس سے نہ جانے دنیا کے کونے کونے میں کتنی مخلوق خدا سیراب ہوتی تھی۔ ان کی زندگی واقعہً ایک عارف باللہ کی زندگی تھی، آپ کے فیض یافتہ اور صحبت یافتہ دور سے پہچانے جاتے تھے۔ اللہ

تعالیٰ نے حضرت والا کی ذات میں بہت سے کمالات اور خصائص ودیعت فرمائے تھے۔ حضرت حکیم صاحب نور اللہ مرقدہ میں محبت کا عنصر غالب تھا، آپ کا خیر محبت کی مٹی سے گوندھا گیا تھا اور شیخ کامل کی نظر کیسا اثر کی کرامت سے حسن ازل کا عشق ان کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا، وہ کشتہ محبت ہی نہیں سراپا محبت بن گئے تھے۔ وہ گناہوں میں ڈوبے ہوئے نوجوان و عمر رسیدہ حضرات و خواتین کی اس طرح تربیت فرماتے کہ وہ عشق مجازی کے تعفن و بدبو اور سڑاند کے ڈھیروں سے کوسوں دور بھاگ کر عشق حقیقی کے متوالے بن جاتے تھے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ راقم الحروف حضرت والا کی زیارت و ملاقات کے لئے آپ کی خانقاہ جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال گیا ہوا تھا، دیکھا کہ حضرت والا کی خدمت میں دو نوجوان بیٹھے ہیں، جو چہرے مہرے اور وضع قطع سے کسی کالج یا یونیورسٹی کے طالب علم لگتے تھے، حضرت والا نے ان کی تربیت کرتے ہوئے انہیں فرمایا کہ: ”تم اپنے سر کے بالوں کو استرے سے صاف کرادو، تمہارا سراپا ایسے لگے گا جیسے کسی مرنے والے کی قبر پر لوٹا پڑا ہو، جب تم ایسا کر لو گے تو پھر کوئی بھی حسینہ اور دو شیراز تمہاری طرف منہ پھیر کر نہیں دیکھے گی، اس طرح تم بہت سے گناہوں سے بچ جاؤ گے۔“

حضرت حکیم صاحب کی ہر مجلس اور ہر محفل بجائے خود درس عبرت تھی، آپ کی مجلس میں محبت کی خوشبو مہکتی تھی اور آپ کے بیانات میں اکثر و بیشتر محبت ہی زیر بحث آتی۔ حضرت تھانویؒ کا ملفوظ ہے کہ سارے سلوک کا حاصل صرف ایک چیز معلوم ہوتی ہے اور وہ محبت ہے۔ حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان میں تین عین تھے، مگر چوتھا عین نہیں تھا، اس لئے مارا گیا۔ وہ عالم تھا اور اتنا بڑا عالم کہ معلم ملکوت کہلاتا تھا۔ عابد تھا اور ایسا عابد کہ آسمان کے چپے چپے پر سجدہ کیا تھا۔ وہ عارف تھا اور ایسا عارف کہ عین غضب الہی کے وقت بھی جب کہ اُسے راندہ درگاہ کیا جا رہا تھا، دعا کرنے لگا: ”رَبِّ فَاسْتَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ“ کیونکہ جانتا تھا کہ یہ حالت بھی قبولت دعا سے مانع نہیں۔ لیکن ظالم میں عشق نہیں تھا، اگر اسے یہ چوتھا عین بھی حاصل ہو جاتا اور اسے اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی تو حکم الہی سے سرتابی نہ کرتا، جب حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو فوراً سجدہ میں گر جاتا، کیونکہ محبت مصلحتیں اور علتیں تلاش نہیں کیا کرتی، محبت تو محبوب کے حکم پر مر مٹنے کا نام ہے، پس جب تک عشق و محبت نہ ہو، نہ علم کا اعتبار ہے، نہ عبادت کا، نہ معرفت کا۔

حضرت کے مختصر حالات زندگی گلشن اختر، شمارہ نمبر: ۲، ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء سے لئے گئے ہیں، جو حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب نے حضرت والا کی تعزیت کے موقع پر اپنے دست اقدس سے ہمیں عنایت فرمائے:

”ولادت باسعادت

ہندوستان کے صوبہ یوپی کے ضلع پرتاب گڑھ کی ایک چھوٹی سی بستی (اٹھیہ) کے ایک معزز

گھرانے میں عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کی ولادت باسعادت ہوئی، سن ولادت ۱۹۲۸ء ہے۔ آپؒ کے والد ماجد کا نام محمد حسین صاحب تھا، آپ کے والد ایک سرکاری ملازم تھے، عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ اپنے والد کے اکلوتے فرزند ہیں۔

زمانہ طفولیت:

بچپن ہی سے عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ پر آثار جذب کا ظہور ہونے لگا تھا۔ بچپن ہی سے محبت الہیہ کا ظہور ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپؒ کی والدہ زادی ہیں، کچھ اور ہوش سنبھالنے کے بعد نیک بندوں کی محبت اور بڑھ گئی اور ان کی وضع قطع دیکھ کر بہت خوش ہوتی اور ہر مولوی، حافظ اور ڈاڑھی والے کو محبت سے دیکھتے۔

ابتدائی تعلیم:

درجہ چہارم تک اردو تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ نے اپنے والد صاحب سے ”علم دین“ حاصل کرنے کی درخواست کی اور فرمایا کہ مجھے دیوبند بھیج دیا جائے، لیکن والد صاحب نے مڈل اسکول میں داخل کرادیا۔ درجہ ہفتم کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کے والد گرامی نے ”علم طب“ کے حصول کے لئے طبیہ کالج الہ آباد میں داخل کرادیا اور کہا کہ علم طب کے بعد عربی درسیات کی تعلیم حاصل کرنا۔

تحصیل علوم دینیہ و عربی درسیات

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ نے اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ بیت العلوم میں دینی تعلیم حاصل کی، بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لینا چاہئے، لیکن حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ نے انکار فرمادیا کہ وہاں مجھے اپنے شیخ کی صحبت نہیں ملے گی، جو علم کی روح ہے۔ فرمایا کہ: میرے نزدیک علم درجہ ثانوی اور اللہ تعالیٰ کی محبت درجہ اولیٰ میں ہے۔ یہاں علم کے ساتھ مجھے شیخ کی صحبت نصیب ہوگی، جس کی برکت سے مجھے اللہ تعالیٰ ملے گا۔

اسی کی برکت ہے کہ آج بڑے بڑے فضلاء دیوبند حضرت والا کے حلقہ ارادت میں ہیں۔ حضرت والا نے ”درس نظامی“ کے نصاب کی چار سال میں تکمیل کی اور صحیح بخاری شریف کے چند پارے اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ سے بھی پڑھے، جو کہ ایک واسطہ سے حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد تھے۔

بیعت و ارادت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ایک مشہور وعظ ”راحتہ القلوب“

کے مطالعے کے بعد اس سلسلے سے بہت مناسبت اور محبت پیدا ہو گئی اور حضرت تھانویؒ کی خدمت میں بیعت کے لئے خط لکھا، وہاں سے جواب ملا کہ اس سلسلے کے کسی اور بزرگ سے رجوع فرمائیں۔

ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ حضرت تھانویؒ کی رحلت کی خبر ملی، حضرت تھانویؒ کی رحلت کے بعد سلسلہ تھانوی کے کسی ایسے شیخ اور مصلح کی تلاش میں رہے جو سراپا در عشق و محبت اور سراپا سوختہ جان ہو۔ اسی دوران الہ آباد میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادیؒ کے سلسلے کے ایک بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صبح و شام ان کی مجالس میں آنے لگے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب کو علم ہوا کہ پھولپور میں مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا عبدالغنی مقیم ہیں، تو حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کو ان کی طرف دل میں زیادہ مناسبت معلوم ہونے لگی۔ حضرت مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ کو اپنا مرشد و مصلح منتخب کرنے کا فیصلہ کیا اور عید الاضحی کے قریب والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر پھولپور روانہ ہو گئے اور عین عید الاضحی کے روز پھولپور پہنچے۔

اس وقت حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ ”تلاوت قرآن کریم“ میں مصروف تھے، جب حضرت پھولپوریؒ متوجہ ہوئے تو عرض کیا کہ میرا نام ”محمد اختر“ ہے، پرتاب گڑھ سے اصلاح کے لئے حاضر ہوا ہوں، پھر اپنے شیخ کے ساتھ ایسے جڑے کہ سترہ سال حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کی خدمت میں گزار دیئے۔

خلافت و اجازت بیعت

اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کے وصال کے بعد حسب وصیت حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا اور دو سال بعد خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

تصانیف و تالیفات

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کی ۱۰۶ سے زائد تصانیف ہیں اور مواعظ لاکھوں کی تعداد میں عربی، اردو، انگریزی، فرانسیسی، فارسی، ترکی، بنگالی، پشتو، گجراتی، براہوی، سندھی، بلوچی، ہندی، تامل (سری لنکا)، جرمن، پرتگالی، چائینی، زولو اور ان کے علاوہ بھی مختلف پندرہ زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

چند مشہور تصانیف

معرفت الہیہ، براہین قاطعہ، معارفِ مثنوی، روح کی بیماریاں اور ان کا علاج، کشکولِ معرفت، فیضانِ محبت، مواعظِ حسنہ جو تقریباً چھ جلدوں سے زائد تک پہنچ چکی ہے، اس کے علاوہ اور تالیفات و تصنیفات

موجود ہیں۔

الحمد للہ! آج یہ خانقاہ پورے عالم کا مرکز ہے اور متوسلین و طالبین سعودی عرب، عرب امارات، افریقہ، امریکہ، برطانیہ، بنگلہ دیش، کینیڈا اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے اصلاح و تزکیہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور حضرت کی صحبت و ارشادات عالیہ سے مستفید ہو کر فائز المرام ہوتے ہیں۔“

حضرت حکیم اختر صاحب قیام پاکستان کے چند سال بعد ۱۹۵۴ء یا ۱۹۵۵ء میں پاکستان آئے اور ناظم آباد نمبر ۴ میں تقریباً دو دہائیوں تک دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں ”خانقاہ امدادیہ اشرفیہ“ گلشن اقبال کراچی میں منتقل ہوئے اور آخری وقت تک وہیں قیام پذیر رہے۔ مولانا حکیم محمد اختر صاحب نے ایک بڑا دینی ادارہ ”جامعہ اشرف المدارس“ کے نام سے سندھ بلوچ سوسائٹی گلستان جوہر میں قائم کیا، جس میں ۵۰۰۰ سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہیں اور کراچی میں اس کی ۱۰ سے زیادہ شاخیں ہیں۔

حضرت مولانا حکیم اختر صاحب کی نگرانی میں ”الاکثر ٹرسٹ“ قائم ہوا، تاہم بعد ازاں امریکا نے جن چند اداروں پر پابندی عائد کی ان میں ”الاکثر ٹرسٹ“ بھی شامل تھا۔ دنیا بھر میں حضرت والا کے مریدوں اور عقیدت مندوں کی بڑی تعداد موجود ہے، جن میں جنوبی افریقہ کے معروف کرکٹر عبداللہ آملہ اور ہاشم آملہ بھی شامل ہیں۔

حضرت مولانا حکیم اختر صاحب پر ۲۸ مئی ۲۰۰۰ء کو فالج کا حملہ ہوا، جس کے بعد سے وہ علیل چلے آ رہے تھے۔ علالت کے دوران ہی بروز اتوار بعد نماز مغرب اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ حضرت کے خلفاء کی طویل فہرست ہے جو پاکستان کے علاوہ، سعودی عرب، بھارت، بنگلہ دیش، امریکا، برطانیہ، کینیڈا، جنوبی افریقہ اور برما سمیت دنیا کے کئی ممالک میں موجود ہیں۔ حضرت نے دین اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں کئی ایک ممالک کا دورہ کیا اور اخیر عمر میں یہ سلسلہ عدم صحت کی بنا پر موقوف ہو گیا تھا۔ حضرت حکیم اختر صاحب نور اللہ مرقدہ نے سوگواروں میں ایک بیٹا، ایک بیٹی، ہزاروں شاگرد اور لاکھوں عقیدت مندوں اور متوسلین کو چھوڑا ہے۔

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے انتقال کی خبر جامعہ پنجابی تو جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم، نائب رئیس حضرت مولانا سید محمد سلیمان بنوری دامت برکاتہم اور جامعہ کے اساتذہ کرام نے حضرت مولانا حکیم محمد اختر نور اللہ مرقدہ کے سانحہ ارتحال کے غم کو اپنا غم اور حضرت کی رحلت کو امت مسلمہ کے لئے ایک عظیم سانحہ قرار دیتے ہوئے حضرت رحمہ اللہ کے لئے ترقی درجات کی دعا فرمائی۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ آپ کے بیٹے حکیم محمد مظہر صاحب نے پڑھائی۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی طرف سے حضرت مولانا امداد اللہ صاحب، حضرت مولانا

سعید عبدالرزاق اسکندر صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد شفیق عارف صاحب، حضرت مولانا مفتی انعام الحق صاحب، حضرت مولانا فضل حق صاحب (ناظم ماہنامہ ”بینات“) اور راقم الحروف شریک ہوئے۔

بروز پیر صبح نو بجے آپؒ کی نماز جنازہ کا وقت مقرر کیا گیا تھا، لیکن آپؒ کے مریدین صبح کی نماز کے بعد سے ہی آپؒ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ وقت مقررہ سے پہلے جامعہ، خانقاہ اور سوسائٹی کی آس پاس کی گلیاں ہجوم سے بھر چکی تھیں اور محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد لوگ آپؒ کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے، جبکہ کثرت ہجوم سے خانقاہ کی طرف آنے والے تمام روڈ کچھ کچھ بھر چکے تھے، اور راستہ نہ ملنے کی بنا پر بہت سارے حضرات آپؒ کی نماز جنازہ میں شرکت سے محروم ہو گئے۔

نماز جنازہ کے بعد مقامی قبرستان میں آپؒ کی تدفین عمل میں آئی۔ رشد و ہدایت کا یہ امام ربانی اور میدانِ تصوف کا یہ شہسوار اپنی زندگی بھر کی حسنت ساتھ لے کر اپنے مریدین، متوسلین اور معتقدین کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مرحوم کی جملہ حسنت کو قبول فرما کر جنت الفردوس کا مکین بنائیں اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں، آمین۔
آخر میں بینات کے باتوفیق قارئین سے التماس ہے کہ جہاں تک ہو سکے، حضرت کے لئے ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں کہ حضرت سے محبت و تعلق کا یہی تقاضا ہے۔

جامعہ کے استاذ مولانا محمد فاروق صاحب کو صدمہ

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ اور ماہنامہ ”بینات“ کے کمپوزر حضرت مولانا محمد فاروق صاحب کے والد محترم جناب محمد صدیق الرحمن رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۲ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۲ جون ۲۰۱۳ء بروز اتوار تقریباً آٹھ (۸۰) سال کی عمر میں بقضائے الہی فوت ہو گئے ہیں۔

باتوفیق قارئین ”بینات“ سے اُن کے لئے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

